سیرت سرور کونینؐ کی روشنی میں پاکستان کی سیاسی ابتری کا حل (ایک تحقیقی مطالعہ)

Solution of Political Turmoil of Pakistan in the light of Holy Prophet Muhammad's ﷺ Life: A Research based Study

* تصنیف اللہ خان: پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر ، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف۔ tasnifullahkhan11@gmail.com

** ڈاکٹر حافظ غلام انور الازہری: صدر شعبہ علوم اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف۔ anwaralazhari@gmail.com

ABSTRACT

The life of the Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him) leads to the success in every aspect of human's life. He spent his life for the welfare of the humanity. Whereas he leaded the mankind to the way of success in *Aakhirah,* he also taught us how to rule in this world and he presented the precedent in shape of *Madinah's* state. He gave us principles for the establishment of government and ways of ruling over the people. Pakistan is developing country which faces numbers of problems in the field of Education, Economy and Politics.Currently Pakistani Politics is facing hurdles to establish peaceful environment for the people of Pakistan. Every ruling political party showing her-self innocent and blames opposition party for decadency in politics, such as weak economy of the State, lack of the sources of free and cheap education at every stage of society, the law and order situation etc. This practice is following by each ruling party.On this topic Mr. Bakht Shed has written a research article titled "*Muslims Political deterioration in the modern era and its remedy (In the light of Seerah)*" in which he highlighted few causes of the decadency in the Muslim's politics. Mufti Syed Muhammad Rafique has written a research article titled *"Existing Democratic political disturbances and its solution In the light of seerah".* Furthermore, Prof. Dr Muhammad Mushtaq Kalota has written a research article titled *"Political disturbances and its solution In the light of seerah".*In the above said research, the Authors described the social causes of the political disturbance of *Muslim Ummah* and they tried to present the solution of these social evils in the light of seerah of Prophet Muhammad ﷺ.In this research, solution to the problems of the Pakistan's Politics will be seek in the light of the Holy Prophet (Peace be upon him) by describing the few others causes of decadency of Pakistan's politics particularly. This research will be conducted by the narrative and comparative ways of research methodology.

Keywords: Decadency, Politics, Government, Prophet Muhammad.

تمہید و تعارف

پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جو بہترین نظام زندگی اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر قیامت تک کے لئے ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنی کامل اور اکمل ترین شکل میں دے دیا۔اسلام نے معاشرتی زندگی کے ہر پہلوں پر روشنی ڈالی ہے۔چاہے وہ عبادات ہوں، تعلیم و تعلم ہوں یا معاملات ہوں، ہر شعبے میں رہنمائی کی ہے۔حکومت و سیاست بھی معاشرتی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے جو معاشرے کو جوڑے رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔اسلام نے اس شعبے میں مدینہ کی ریاست کی مثال پیش کی ہے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حکمران ریاست کی ذمہ داری نبھائی اور عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کی تکمیل کی۔اس تحقیق میں پاکستان کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا جائے گا۔اور پاکستانی سیاست کی ابتر صورت حال کا حل سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طرز عمل کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زیر نظر موضوع کے حوالے سے چند تحقیقی مقالہ جات (ریسرچ آرٹیکل) ملے ہیں جن میں جناب بخت شید صاحب ایم فل سکالر فیکلٹی معارف اسلامیہ وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی کا مقالہ "عصر حاضر میں مسلمانوں کی سیاسی ابتری اور اس کا تدارک (سیرت طیبہ کی روشنی میں)" جس کو راحت القلوب نے جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر۱، جنوری تا جون ۲۰۱۸ میں شائع کیا جس میں انہوں نے انتہائی اختصار کے ساتھ مسلمانوں کی سیاسی ابتری کی چند وجوہات عنوانات کی شکل میں بیان کئے ہیں جیسے "بزدلی اور مرغوبیت، افتراق وانتشار، عوام ورعایا کی خیر خواہی کا فقدان، احتساب کا فقدان، قانون کی بالادستی و پاسداری کا نہ ہونا، کرپشن اور ذخیرہ اندوزی اور اسلامی تعلیمات سے روگردانی"[1] اس کے علاوہ مفتی سید محمد رفیق کا تحقیقی مقالہ "موجودہ جمہوری سیاسی اضطرابی صورتحال کا جائزہ اور اس کا حل، سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں" اس مقالہ میں مقالہ نگار جمہوریت کے معنی یوں بتاتے ہیں:

[1] بخت شید، عنوان مقالہ: " عصر حاضر میں مسلمانوں کی سیاسی ابتری اور اس کا تدارک (سیرت طیبہ کی روشنی میں)"، مشمولہ در ششماہی راحت القلوب، (تحقیقی اکیڈمی، کوئٹہ، بلوچستان، ۲: ا، جنوری-جون ۲۰۱۸)، ص: ۸۳-۹۳

Bakht Shaid, Muslims Political deterioration in the modern era and its remedy (In the light of Seerah), Rahat-ul-Quloob, Tehqiqi Academy, Quaita, vol: 2, Issue:1, Jan-June 2018),p:83-93.

" جمہوریت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ " حاکمیت عوام کو حاصل ہے" ، لٰہذا جمہوریت کا مطلب ہے کہ "ایسا نظامِ حکومت جس میں عوام کو ، یا عوام کی رائے کو کسی نہ کسی صورت میں حکومت کی پالیسیاں طے کرنے کیلئے بنیاد بنایا گیا ہو"[1]

وہ مزید لکھتے ہیں کہ :

"اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ موجودہ سیاسی نظام بھی اسی جمہوری روش کا حصہ ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا اسلامی نظام قائم کیا جائے جو دنیاکے تمام نظاموں سے افضل ہو، اسی سے ایک اسلامی ریاست کے قیام کا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے جس کا اقتصادی و سیاسی نظام اسلام کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہو"[2]

انہوں نے سیاسی نِظام کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے کچھ چیزوں کا ذکر کیاکہ مسلمانوں کی موجودہ سیاسی ابتری کا حل کس طرح ممکن ہے؟ اس مقالہ میں، سماجی و ثقافتی اقدار، اقتصادیات، پاکستان میں مروجہ سیاسی نظام، سیاسی نِظام کی " تشکیل نو"، "امن و امان کا قیام"، "ریاستی اداروں کی اصلاح" جیسے عنوانات کا ذکر کیا۔اس کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر مشتاق کلوٹا نے بھی اسی موضوع پر لکھتے ہوئے اسلامی نظریاتی مملکت کا قیام اور اس کے سربراہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کون سی خصوصیات ہونی چاہیے ۔ جناب مولانا مودودی نے خلافت و ملوکیت کے موضوع پر کتاب تصنیف کی ہے جس میں مولانا نے اسلامی ریاست کی خصوصیات بیان کیں ہیں۔[3] علی اکبر الازہری نے اپنے مقالے بعنوانِ "عصر حاضر میں مسلم ریاست کے غیر مسلم ریاستوں سے تعلقات (معاہدات نبوی کے تناظر میں)" اسلامی ریاست کے قیام کے لئے ضروری امورکے بارے میں بحث کی ہے کہ اسلامی ریاست کی کیا خصوصیات ہونی چاہیے اور اس کے قیام کے لئے ضروری امور کیا ہے؟ موصوف نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات کا ذکر کیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے کس قسم کے معاہدات

---

[1] مفتی سید محمد رفیق، عنوان مقالہ : " موجودہ جمہوری سیاسی اضطرابی صورتحال کا جائزہ اور اس کا حل، سیرت طیبہ کی روشنی میں"، راحت القلوب ۲: ۱، (جنوری-جون ۲۰۱۸)، ص: ۹۴-۱۰۹

Syed Muhammad Rafique, Existing Democratic political disturbances and its solution in the light of seerah, Rahat-ul-Quloob, vol: 2, Issue: 1(Jan-June 2018), p:94-109

[2] مفتی سید محمد رفیق، عنوان مقالہ : " موجودہ جمہوری سیاسی اضطرابی صورتحال کا جائزہ اور اس کا حل، سیرت طیبہ کی روشنی میں"، راحت القلوب ۲: ۱، (جنوری-جون ۲۰۱۸)، ص: ۹۴-۱۰۹

Syed Muhammad Rafique, Existing Democratic political disturbances and its solution in the light of seerah, Rahat-ul-Quloob, vol: 2, Issue: 1(Jan-June 2018), p:94-109

[3] ایضاً، ص: ۱۱۰-۱۳۸

Ibid: p:110-138-

لازمی ہیں[1]۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی کتابیں خلافت و سیاست کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں بہت تفصیل سے عمومی بحث کی گئی ہے اور تحقیقی مقالہ جات میں مسلمانوں کی سیاسی ابتری کے سماجی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ پاکستان کی موجودہ سیاسی نظام میں کیا خامیاں ہیں؟ اور رائج سیاسی نظام کے کمزور پہلوؤں کا سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا علاج ہے؟

منہج تحقیق

زیر نظر مقالہ میں چونکہ پاکستان کے موجودہ دور کے سیاسی صورت حال کی سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیق کی جائے گی اس لئے یہ ایک تاریخی تحقیق بھی ہوگی کیونکہ مورخین، محققین اور سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت حکمران بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ بیانیہ منہج پر لکھا جائے گا۔ زیر نظر موضوع "سیرت سرور کونین ﷺ کی روشنی میں پاکستان کی سیاسی ابتری کا حل" پر بحث کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اسلامی ریاست کے قیام کا مقصد واضح کیا جائے۔

اسلامی ریاست کے قیام کا مقصد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد فوری طور پر مسجد کی بنیاد رکھی گئی، دوسرے لفظوں میں ریاست کے کاروبار کو چلانے کے لئے پارلیمنٹ اور سیکریٹریٹ قائم کر دیا گیا۔ انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کرکے، مہاجرین کے معاشی مسائل کو حل کر دیا، اور امن وامان کے لئے میثاق مدینہ کے نام سے مدینہ کے یہود قبائل کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ گویا یہ دونوں معاہدات اسلامی ریاست کے بنیاد تھے، ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے اسلامی ریاست کا مقصد متعین کر دیا جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے:

[1] ڈاکٹر علی اکبر الازہری، عنوان مقالہ: "عصر حاضر میں مسلم ریاست کے غیر مسلم ریاستوں سے تعلقات (معاہدات نبوی کے تناظر میں)"، مشمولہ در ششماہی العلم، (ادارہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ، ۲:۲، جولائی-دسمبر ۲۰۱۸)، ص: ۱۷۰-۱۸۵

Ali Akbar Al-Azhari, Asr e hazir main muslim riyasat kay ghair muslim riyasaton sy taaloqaat (muahidaat e nabawi ky tanazur main), Al Ilm, Vol: 2, Issue: 2 (July-December 2018), p: 170-185

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔[1]

" یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت دے دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اوسب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے "

مسلمانوں کی سیاسی اتحاد پر بات کرتے ہوئے مولانا محمد طاسین اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ مسلم قوم کی بنیاد رنگ ، نسل، زبان یا علاقے پر نہیں ہوتی بلکہ ایک نظریہ اور پیغام پر ہوتی ہے، اس نظریے کی بنیاد سات عقائد پر ہے۔ ان عقائد کو عملی جامہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا۔ لہٰذا اس نظریے کی حفاظت ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔ کسی قوم کو اپنی بقاء و حفاظت کے لئے نظریہ کی حفاظت بالکل اسی طرح کرنی پڑتی ہے جس طرح اللہ تعالی کی کوئی مخلوق اپنی جان کی حفاظت کرتی ہے، کیونکہ جب تک نظریہ قائم اور زندہ ہے اس وقت تک قوم قائم ہے۔ اور جب نظریہ کمزور و ناتواں ہو جائے قوم کی وحدت و اتحاد بھی ختم ہو جاتی ہے[2]۔ رسالت مآبؐ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے سے دنیا اور آخرت کی سربلندی ملتی ہے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تمہارے لئے حضورؐ زندگی بہترین نمونہ ہے۔[3] حضور پاک ﷺ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو سرور کونینؐ کی طرز حکمرانی بھی ہے جس کو اسلامی خلافت یا خلافت اسلامیہ کہتے ہیں۔ یہ وہ طریق حکمرانی ہے کہ جس نہج پر حضور ﷺ نے حکمرانی کی ہے، اس نہج کو اگر اختیار کیا جائے تو معاشرے کا بلند ترین مقام پر پہنچ جانا کوئی مشکل نہیں۔ اسلامک سوسائٹی میں سیاست کو بڑا اہم مقام حاصل ہے کیونکہ معاشرے کی سدھار کے لئے سیاست کی ضرورت پڑتی ہے۔ جسیا کہ زاہد الراشدی نے سیاسی قیادت اور سیرت النبی پر گفتگو کرتے ہوئے مدنی مسجد ، نوٹنگھم ، برطانیہ میں فرمایا کہسیاست بھی انسانی سوسائٹی کا ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ سیاست ، قوم کی اجتماعی قیادت کرنا، ان کے لیے نظام حکومت قائم کرنا، اس نظام حکومت کا نظم اچھے طریقے سے چلانا اور اجتماعی معاملات میں قوم کی رہنمائی کرنے، کو کہتے ہیں۔[4]

---

[1] سورۃ الحج ۲۲: ۴۱

Sourat-ul-hajj 22:41

[2] مولانا محمد طاسین، سیرت رسولؐ کا سیاسی پہلو، (دعوہ اکیڈیمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۰)، ص: ۳۔
Muhammad Twaseen, Seerat e Rasool ka siyasi pehloo,(Dawah Academy, International Islamic University, Islamabad), p: 3

[3] سورۃ الاحزاب ۳۳: ۲۱

Sourat-ul-Ahzaab 33:21.
[4].Zahid ur Rashidi, "Siyasi Qiyadat aur seerat-e-nabvi",accessed March, 15,2020,http://zahidrashdi.org/887

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حدیث بیان کی ہے کہ جناب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ۔[1]

"کہ بنی اسرائیل کے انبیاء اپنی قوموں کے پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی قائد بھی تھے، جب ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تو دوسرے نبی ان کی جگہ آجاتے اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔

راشدی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح اپنی قوم کے دینی و سیاسی قائد تھے، آپ ﷺ نہ صرف امت مسلمہ کے قائد تھے بلکہ آپ ﷺ نسل انسانی کے بھی سب سے بڑے سیاسی قائد تھے۔رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالاحدیث میں یہ بات فرمائی "لا نبی بعدی" کہ پہلے انبیاء میں تو تسلسل تھا اور نبوت جاری تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا تو یہ خلا کون پُر کرے گا؟آپ ﷺ خدائے رب ذوالجلال کے آخری نبی ہیں اس لیے آپ ﷺ کے بعد سیاسی قیادت کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ پھر آپ نے فرمایا "فسیکون بعدی خلفاء" کہ میرے بعد یہ منصب اور ذمہ داری خلفاء نبھائیں گے، یعنی میرے بعد خلافت کا نظام ہوگا اور خلفاء کا سلسلہ ہوگا جو نبوی ذمہ داریوں کو سنبھالیں گے۔[2]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "رسول اللہ کی حکمرانی و جانشینی" میں فرماتے ہیں:

"جب آپ ﷺ نےمدینہ ہجرت کی تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ مدینہ میں بد نظمی کا دور دورا ہے تو آپ ﷺ نے وہاں کے قبائل کو مدعو کیا ،تو کم از کم بارہ قبائل نے حضور پاک ﷺ کی پکار پر لبیک کہا۔آپ ﷺ نے ہر قبیلہ کا ایک نقیب مقرر کیا اور ان سب کے اوپر ایک نقیب النقباء کا تقرر بھی فرمایا۔آپؐ نے تمام لوگوں کا اجلاس بلوایا جس میں مسلمان ، یہودی، عیسائی اور بُت پرست عرب بھی شامل تھے ، ان کے سامنے ایک ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تاکہ اندرونِ ملک نظم و نسق اور امن و امان کی فضاء قائم ہو سکے،اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف دفاع کا باضابطہ نظام قائم کیا جائے۔اسے قبول کرنے ولوں نے ایک دستاویز بنائی جس میں

---

[1] البخاری, محمد بن إسماعیل ابو عبداللہ ,الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر میں امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، طبع اول) ،حدیث: ۳۴۵۵
Al bukhari, Muhammad bin Ismā'īl, Sahih Al bukhari, (Dar Tauq un najah, 1st Edition, 1422 Hijri), Hadith: 3455

[2] Zahid ur Rashidi, "Siyasi Qiyadat aur seerat-e-nabvi",accessed March, 15,2020,http://zahidrashdi.org/887

حکمران اور عام لوگوں کے حقوق و فرائض کا با قاعدہ تقرر کیا۔ یہ دستاویز مکمل شکل میں ہم تک پہنچی ہے اور یہ دنیا میں پہلے "تحریری ریاستی آئین" کی دستاویز ہے"[1]

سیاست کے لغوی معنی

لفظ "سیاست" کی تحقیق علماء نے مختلف لغات میں کی ہیں جس میں تاج العروس اور لسان العرب بھی شامل ہیں۔ تاج العروس میں اسکے معنی یوں بیان کئے گئے ہیں:

والسِّيَاسَةُ: القِيامُ على الشَّيءِ بِمَا يُصْلِحُه، والسِّيَاسَةُ: فِعْل {السائسِ، وَهُوَ مَن يَقوم على الدّوابِّ ويَرْوضُهَا۔[2]

"سیاست" کسی شئ کی اصلاح کے لئے ایسا طریقہ کار اختیار کرنا جس سے اس چیز کی اصلاح و درستگی ہو۔ اور سیاست نام ہے سائس کے فعل کا اور سائس وہ شخص ہوتا ہے جو جانوروں کی دیکھ بال کرتا ہے ان کو مشق کراتا اور ادب سکھاتا ہے"

ایک اور عربی لغات میں اس کے معانی ایسے بیان کئے گئے ہیں:

والسِّياسةُ: القيامُ عَلَى الشَّيْءِ بِمَا يُصْلِحه. والسياسةُ: فِعْلُ السَّائِسِ. يُقَالُ: هُوَ يَسُوسُ الدوابَّ إِذا قَامَ عَلَيْهَا وراضَها ۔[3]

"سیاست" کسی چیز کی اصلاح کے لئے ایسا طریقہ کار اختیار کرنا جس سے اس چیز کی اصلاح و درستگی ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ سیاست نام ہے سائس کے فعل کا جو جانوروں کی دیکھ بال کرتا ہے ان کو مشق کراتا اور ادب سکھاتا ہے"

یعنی سائس کا وہ طرز عمل جو گھوڑے کو سدھانے، سکھانے اور سواری کے قابل بنانے کے لئے وہ اختیار کرتا ہے سیاست کہلاتا ہے۔ یعنی سیاست کا مفہوم سمجھانے کے لئے سائس کا طریق کار و طرز عمل ایک بہترین مثال ہے۔ شروع میں گھوڑا اپنے پشت پر ہاتھ بھی رکھنے نہیں دیتا وہ اچھلتا کودتا اور بھاگتا ہے لیکن جب سائس اس پہ

---

[1] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مترجم پروفیسر خالد پرویز، رسول اللہؐ کی حکمرانی و جانشینی، (بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۶)، ص: ۱۵-۱۶

Muhammad Hamidullah Mutarjam: Khalid Pervaiz, Rasoolullah ki hukamrani wo jaaneshini, (Becon Books, Lahore,2006), p: 15-16

[2] الزَّبیدی، محمّد بن محمّد بن عبد الرزاق الحسینی، ابو الفیض، الملقّب بمرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، (دار الہدایہ)، ۱۶/۱۵۷

Al zubaidi, Muhammad bin Muhammad bin Abdul Razzaq, Taj Al uroos min jawaher al qamoos, (Dar alhuda), 16/157

[3] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابو الفضل، جمال الدین، الانصاری الرویفعی الافریقی، لسان العرب، (دار صادر – بیروت، طبع سوم ۱۴۱۴ھ)، ۶/۱۰۸ –

Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, Lisan al Arab, (Dar Sadir, Berut, 1414), 6/108

محنت کرتا ہے اور مختلف طرق سے اس گھوڑے کو مشق کراتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور سواری کے لئے راضی ہو جاتا ہے۔ کسی ملک کی سیاسی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ عوام الناس میں سیاست وحکومت کے حوالے سے شعور بیدار کیا جائے کیونکہ جب تک ان کے اندر یہ شعور بیدار نہیں ہوگا کہ دراصل حکمران اللہ کے خلیفہ ہوتے ہیں اور وہ کسی ریاست پر حکمرانی اللہ تعالیٰ کے احکام کے منشاء کے مطابق کرتے ہیں اور یہ کہ حکمران دراصل قوم کے خادم ہوتے ہیں [1] اس وقت تک وہ اپنا صحیح نمائندہ منتخب نہیں کر سکتے۔ پاکستانی مسلمانوں کو سیاسی ترقی کیلئے سب سے پہلے اپنی جہالت کو دور کرنا چاہیئے۔ تاکہ اخلاقی جرأت پیدا ہوسکے۔ کسی سیاسی شخصیت سے مرعوب نہ ہوں۔ بے جا خوشامد سے پرہیز کریں کسی پروپیگنڈے سے دھوکہ میں نہ آئیں اور اپنے سیاسی مفاد کو اچھی طرح جانیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام الناس میں زیادہ سے زیادہ سیاسی بیداری پیدا کی جائے [2]۔

سیاسی ابتری کے وجوہات اور سیرت طیبہ میں ان کا حل

پاکستان کی سیاسی ابتری کے چند وجوہات اور صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

اکثریت کی حکمرانی

جیسا کہ پاکستان کے جمہوری نظام میں عوام کے ووٹوں پر جس سیاسی جماعت کی نمائندے زیادہ تعداد میں نشستیں حاصل کرتے ہیں اس پارٹی کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ چاہے اس پارٹی کے رہنما حکمرانی کے قابل ہوں یا نہ ہوں ، یہاں حکمرانی کے لئے شخص کی ذاتی خصوصیات اور قابلیت نہیں دیکھی جاتیں بلکہ نشستوں کی اکثریت کو دیکھا جاتا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے نشستیں جو پارٹی زیادہ تعداد میں جیتتی ہے وہی پارٹی حکومت بناتی ہے۔ پارٹی کے سربراہ اور امراء کا صادق اور امین ہونا نہیں دیکھا جاتا حالانکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے حکمرانی ور عہدے بھی امانت کے مفہوم میں آتے ہیں جیسا کہ سورۃ النسا میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا۔[3]

---

[1] المتقی الہندی ، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانپوری ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، آداب متفرقہ، (مؤسۃ الرسالۃ، ط پنجم ،۱۹۸۱م)، حدیث: ۱۷۵۱۵

Alaud Din Ali bin Hassam ud din abni Qazi Khan Al qadri Al shazli Al hindi, Kanz ul Amaal fi sunan Al Aqwal wal Afaal, (Mausasa Al Risala , 5th Edition, 1401), Hadith: 17515

[2]. *Khalida Jamil, "Asr-e- Jadeed ky masail ka hal seerat-e-Tayyeba ki roshni main"March, 16,2020,http:// www.nawaiwaqt.com.pk/01-Dec-2017/717136*

[3] سورۃ النساء ۴: ۵۸

Sourat-Ul-Nisa 4:58.

"یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو "

حکومت کے مناصب (عہدے) جتنے بھی ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں، جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ عزل و نصب کے اختیارات ہیں، ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو اپنی عملی یا علمی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کیلئے اپنے دائرۂ حکومت میں اس کے مستحق کو تلاش کریں۔[1] اسلامی حکومت یا خلافت کی روح یہ ہے کہ حکمرانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے، انسان اس زمین پر اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔[2]

"اور جب تیرے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں"

سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ۔[3]

"پھر ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مندرجہ بالا آیت میں مذکورہ خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ یہ مالکِ حقیقی کے حکم کے تابع ہو۔ اس سے روگردانی کرکے جو خود مختارانہ نظام حکومت بنایا جائے وہ خلافت کی بجائے بغاوت بن جاتا ہے"[4]

سورہ فاطر میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا۔[5]

---

[1] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید، اکتوبر ۲۰۱۶)، ۴۴۶/۲

Muhammad Shafi, Maarif ul Qura'n,(Maarif ul Qura'n, Karachi:new edition, October 2016), 2/446.

[2] سورۃ البقرہ ۲:۳۱

Sourat-ul-Baqrah 2:31

[3] سورۃ یونس ۱۰: ۱۴

Sourat-ul-Younas 10:14

[4] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خلافت وملوکیت، (ادارہ ترجمان القرآن، اردو بازار لاہور، دسمبر ۱۹۸۴)، ص: ۳۴

Maudoodi, Syed Abul Alaa, Khilafat wo Malokiyat, (Idara Tarjuman ul Qura'n, Lahor, Dec 1984), P: 3.

[5] سورہ فاطر ۳۵: ۳۹

"وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا، پھر جو کفر کرے تو اس کا کفر اُسی پر وبال ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر ان کے رب کے ہاں کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا مگر اس کے غضب میں، اور کافروں کے لئے ان کا کفر کوئی چیز نہیں بڑھاتا مگر خسارہ۔"

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل کوئی ایک شخص یا خاندان یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے جس نے مذکورہ بالا اصولوں کو تسلیم کرکے اپنی ریاست قائم کی ہو[1]۔

اس بارے میں سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔[2]

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔"

اس آیت کی رو سے اہل ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے، کسی شخص یا طبقے کو عام مومنین کے اختیاراتِ خلافت سلب کرکے انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے، نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی چیز اسلامی خلافت کو ملوکیت، طبقاتی حکومت اور مذہبی پیشواؤں کی حکومت سے الگ کرکے اسے جمہوریت کے رخ پر موڑتی ہے۔ لیکن اس میں مغربی تصور جمہوریت میں اصولی فرق یہ ہے کہ مغربی تصور کی جمہوریت عوامی حاکمیت کے اصول پر قائم ہوتی ہے، اس کے برعکس اسلام کی جمہوری خلافت میں خود عوام خدا کی حاکمیت تسلیم کرکے اپنے اختیارات کو برضا و رغبت قانون خداوندی کے حدود میں محدود کر لیتے ہیں۔[3]

صاحب علم اور عام آدمی کی یکسانیت

Sourat-ul-Fatir 35:39

[1] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خلافت وملوکیت، ص: ۳۵

Maudoodi, Syed Abul Alaa, Khilafat wo Malokiyat, P: 35

[2] سورۃالنور ۲۴: ۵۵

Sourat-ul-Noor 24:55

[3]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خلافت وملوکیت، ص:۳۵-۳۶

Maudoodi, Syed Abul Alaa, Khilafat wo Malokiyat, P: 35-36

جمہوریت میں حکمران اور وزراء کا انتخاب عوام کے رائے دہندگی پر موقوف ہوتا ہے، یعنی جس امیدوار کے حق میں عوام زیادہ سے زیادہ ووٹ ڈالیں وہی منتخب ہو کر حکومت کے ایوانوں میں پہنچ جاتا ہے۔انتخابات میں امیدوار تو عوام منتخب کر لیتے ہیں، لیکن رائے دہندگی میں عوام وخواص، عالم و جاہل کا ووٹ مساوی حیثیت رکھتا ہے۔

اس بارے میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی فرماتے ہیں کہ:

"اس طرز انتخاب میں ہر چھوٹے اور بڑے، اچھے اور بُرے عالم اور جاہل، نیک اور بد کردار کے ووٹ یا رائے کی قیمت یکساں قرار پاتی ہے۔ یہ نظریہ بھی قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے مثلًا:

الف: نیک اور بد کردار کے ووٹ کی قیمت یکساں نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔[1]

"بھلا جو مومن ہے وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے"۔

ب: اسی طرح وہ شخص جو کسی نمائندہ یا سربراہ کے انتخاب پر اس کی اہلیتوں اور ذمہ داریوں سے واقف ہے۔اس کے رائے کی قدر و قیمت اتنی ہی قرار پانا ہے جتنی ایک ان معاملات سے بالکل بے شعور آدمی کی ہے۔ یہ سخت ناانصافی کی بات ہوتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی رو سے عالم اور جاہل برابر نہیں

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔[2]

"کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ - وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ۔[3]

"اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہے"[4]

موروثی سیاست

---

[1] سورۃ السجدۃ ۳۲:۱۸

Al Sujda 32:18

[2] سورۃ الزمر ۳۹:۹

Al Zumar39:9

[3] سورہ فاطر ۳۵:۱۹-۲۰

Fatir 35:19-20

[4] مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، خلافت و جمہوریت (مکتبہ السلام، لاہور طبع ششم، ۲۰۰۲)، ص: ۱۴۹-۱۵۰

Abdul Rahman Kilani, Khilafat wo Jamhoriyat,(Maktabah Al Salam, Lahore, 6th edition, 2002) P: 149-150

پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان کی حکومت چند خاندانوں میں چلتی آرہی ہے، یہ موروثی سیاست یا قیادت صرف بڑے خاندانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ یہ طرز سیاست معاشرے کے نچلے طبقوں میں بھی بہت زیادہ مروج ہے۔ ایک خاندان کی اجارہ داری صرف قومی یا صوبائی اسمبلیوں تک ہی محدود نہیں، مقامی حکومتوں میں بھی امیدواروں کی شرح موروثی سیاست کو واضح طور پر ظاہر کرتی ہے۔ میڈیا پر بیٹھ کر موروثی یا خاندانی سیاست کو برا بھلا تو کہا جاتا ہے مگر عملاً اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔

بی بی سی اردو کی ایک رپورٹ کے مطابق لاہور کے انسٹی ٹیوٹ آف ڈیویلپمینٹ اینڈ اکنامک آلٹرنیٹوز کے محقق، ڈاکٹر علی چیمہ اور ان کے ساتھیوں (حسن جاوید، اور محمد فاروق نصیر) نے پاکستان کی موروثی سیاست کا موازنہ چند دوسرے ممالک سے کیا تھا۔ ان کے مطابق، امریکی کانگریس میں 1996 میں موروثی سیاست کا حصہ تقریباً 6 فیصد تھا، بھارت کی لوک سبھا میں 2010 تک 28 فیصد، جبکہ پاکستان کی قومی اور پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں موروثی سیاست دانوں کا حصہ 53 فیصد تھا۔ (کسی بھی جمہوری معاشرے کیلئے موروثی سیاست کی یہ شرح ناقابل قبول ہے۔[1]

حضور صلی اللہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے متفقہ طور پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ منتخب کیا تھا، حالانکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ خلافت کے مسئلے میں نہ کوئی نص صریح ثابت ہے۔ نہ ہی آپ ﷺ نے اس کے لئے کوئی قطعی وصیت فرمائی ہے۔ ہاں البتہ آپ ﷺ کے کچھ ارشادات سے اس سلسلے میں راہنمائی ضرور ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے مرض الوفات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کی نماز میں امامت کریں۔ جب آپ ﷺ کے بعد امر خلافت کا ذکر ہوا تو فرمایا:

فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللَّهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ، يَأْبَى اللَّهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ۔[2]

"اللہ تعالیٰ اور مومن ابو بکر کے سوا ہر کسی کا انکار کرتے ہیں۔"

---

[1] *Saqlain Imam, Pakistan Mauroosi siyasat main sub sy aagay, Accessed on 4th January, 2019, www.bbc.com/urdu/pakistan-42892165*

[2] ابو داود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب السنہ، باب فی استخلاف ابی بکر رضی اللہ عنہ، (المکتبۃ العصریۃ، صیدا–بیروت)، حدیث: ۴٦٦۰

Abu Dawood, Suliman bin Al Ashaas, Sunan Abi Dawood, Kitab us Sunnah, chapter Fi Istikhlaf Abi Bakar (Al Asriya, Sida, Berut), Hadith: 4660

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی بیعت کرنے والوں میں خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق تھا، کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب سے افضل ہیں۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نبی ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں یہ کہا کرتے تھے:

ابْنَ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ: «أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔[1]

"ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی میں ہی کہا کرتے تھے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کا سب سے بہترین شخص ابو بکرؓ ہیں، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ ہیں"۔

ریاست کی کمزور معیشت

قیام پاکستان سے لیکر اب تک پاکستان کو مختلف مسائل کا سامنا ہے، ان تمام مسائل میں سب سے اہم مسئلہ معیشت کا ہے، حکومت کسی بھی سیاسی جماعت کی ہو انہوں نے عوام کی حالت کے سدھار کے بجائے اپنی حالت سدھاری۔ سرکاری خزانے کا بے دریغ استعمال اور اس سے اپنے اور اپنے اقرباء کی معاشی حالت کو دن دگنی رات چگنی ترقی دی۔ ملک کے اندر سرمایہ کاری کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔ حکمرانوں کو جس سطح پر معیشت کی مضبوطی کے لئے کام کرنا تھا، اس سطح پر نہیں کیا گیا۔ نتیجۃً ملک کی معیشت کمزور سے، کمزور تر ہوتی چلی گئی۔ ہجرت مدینہ کے وقت مہاجرین مکہ بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ پہنچے تو سب سے پہلہ مسئلہ معاش اور رہائش کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا جسے مواخات مدینہ کہا جاتا ہے۔

" ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلۂ اخوت قائم کیا اور فرمایا خدا کی راہ میں ایک دوسرے کے بھائی بنو"[2]

---

[1] ابو داود، سنن ابی داود، کتاب السنہ، باب فی التفضیل، حدیث: ۴۶۲۸

Abu Dawood,, Sunan Abi Dawood, Kitab us Sunnah,, chapter Fi Al tafzeel,Hadith: 4628

[2] محمد بن اسحاق بن یسار، ابو محمد عبدالملک بن ہشام، مترجم سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی، سیرت النبی ابن ہشام، (ادارہ اسلامیات ،لاہور، ط سوم، مئی ۱۹۹۴)، ۱/۳۴۰

Muhammad bin Ishaq, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hisham, Sirat un Nabi ibni Hisham,(Idara e Islamiyat, Lahor, May 1994), 1/340

مواخات کی وجہ سے مدینہ میں مہاجرین مسلمانوں کی معاشی حالت سدھر گئی۔ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی کے معاشی پہلو کی اہمیت واضح نظر آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفع مند مال کی تعریف کی ہے اور اس مال کے کمانے کی خواہش اور اسے احسن طریقے سے خرچ کرنے اور اس مال کو مزید ثمر آور بنانے کو ضروری قرار دیا ہے، اور ایسے صاحب حیثیت شخص کو سراہا ہے جو مال ملنے پر شاکر ہو اور اس مال کو لوگوں کی منفعت اور خیر خواہی کیلئے خرچ کرے۔ جبکہ اس ضمن میں سوائے اللہ تعالی کی خوشنودی کے اور کوئی چیز اس کے پیش نظر نہ ہو معیشت کی ترقی کے لئے آپ ﷺ کی تعلیمات کچھ یوں ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَمْرُو، نِعْمًا بِالْمَالِ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔[1]

"وہ کتنا ہی اچھا مال ہے جو کسی نیک انسان کے پاس ہو"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلاَثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ المَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔[2]

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائیں ہیں: قیل و قال، مال کے ضیاع اور کثرتِ سوال۔"

خرچ میں میانہ روی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ۔[3]

"خرچ میں اعتدال آدھی معیشت ہے"۔

ووٹ کس کو دیں؟

---

[1] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل، باب حدیث عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، (مؤسسۃ الرسالۃ، ط اول، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م)، حدیث: ۱۷۷۶۳

Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Musnad Al Imam Ahmad bin Hanbal, chapter Hadith Amar bin alaas an alnabi ,(Musasa Al Risala, 1st Edition 1421), Hadith:17763

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: لا یسألون الناس إلحافا، حدیث: ۱۴۷۷

Al Bukhari, Muhammad bin Ismāʻīl, *, Al Jame us sahih, kitab uz Zakaat, chapter qaulullah taala: la yas aloon alnaas Ilhafa, Hadith: 1477*

[3] الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم، المعجم الأوسط، باب المیم من اسمہ: محمد، (دار الحرمین —القاہرۃ، ط و تاریخ ندارد)، حدیث: ۶۷۴۴

Al Tibrani, Suliman bin Ahmad bin Ayub, Al Mujam Al Osat, Babul Mim min ismohu Muhammad, (Dar Al Harmain, Cairo), Hadith: 6744

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ آج تک یہ بات نہیں سمجھ پایا کہ انہیں ووٹ منشور اور کارکردگی کی بنیاد پر دینا ہے اور ناقص کارکردگی دکھانے والے کو آئندہ انتخابات میں رد کرنا ہے،آج بھی یہاں ذات برادری، قبیلہ ،فرقہ اور زبان کے نام پر لوگ ووٹ مانگتے ہیں اور عوام میں سے بہت سے ان کھوکھلے نعروں پر ووٹ دے کر ایسے لوگوں کو پارلیمنٹ میں پہنچادیتے ہیں جو کہ کارکردگی کی بناپر کسی صورت کامیاب نہیں ہو سکتے۔

شرعی نقطۂ نظر سے ووٹ کی متعدد حیثیتیں ہو سکتی ہیں۔

(ا) شہادت:

شہادت کا مفہوم ہے عینی مشاہدہ یا بصیرت کی بنیاد پر کسی چیز کے برحق ہونے کی گواہی دینا۔

الشهادة قول صادر عن علم حصل بمشاهدة بصر او بصيرة -[1]

ایک لحاظ سے ووٹ عرفی شہادت اور گواہی کی ہے اس لئے کہ ووٹ ڈالنے والا حق رائے دہی کے وقت یہ سمجھتا ہے کہ فلاں امیدوار اس عہدہ کے لائق ہے جس کے لئے اسے امیدوار نامزد کیا گیا ہے۔ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ امیدوار اس منصب کے لئے موزوں اور امین ہے۔ اب اگر ووٹر کو یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ امیدوار موزوں اور امین ہے تو ایک طرح سے وہ لا علمی میں اس کے متعلق گواہی دے رہا ہے اور اگر معلوم ہے کہ مطلوبہ امیدوار موزوں اور امین نہیں تو وہ جھوٹی گواہی دے رہا ہے۔ شہادت کے لئے شرعی ضوابط بھی ہیں کہ ایک مرد کی گواہی کے مقابلے میں دو عورتوں کی ایک گواہی شمار کی جاتی ہے ،ایک عورت کی گواہی نا قابلِ قبول ہے۔ جیسے کہ حدیث ہے:

أَلَيْسَ شَهَادَةُ المَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ ؟ قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: «فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا-[2]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھے کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو ان کی عقل کا نقصان ہے۔"

ووٹ کو اگر گواہی شمار کیا جائے تو یہ غیر شرعی گواہی ہو گی مندرجہ ذیل وجہ کی بناپر:

جمہوری نظام میں مرد و عورت کی گواہی برابر شمار کی جاتی ہے، جو شرعی اصول کے خلاف ہے۔

(۲) سفارش:

---

[1] اسماعیل حقی بن مصطفی الاِستانبولی الحنفی الخلوتی, المولی ابو الفداء ، روح البیان، (دار الفکر—بیروت، ط و تاریخ ندار)، ۱۳۴/۶
Isma'il Haqi bin Mustafa Al Istanboli, Rooh ul Bayan, (Dar ul Fikar, Berut), 6/134

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب الشھادات، باب شھادۃ النساء حدیث: ۲۶۵۸
Al bukhari ,Muhammad bin Ismā'īl, , *Al Jame us Sahih, kitab al shahadat, babul shahada tun nisa, Hadith: 2658*

ووٹ کی ایک حیثیت سفارش کی بھی ہے، گویا ووٹ ڈالنے والا کسی متعین امیدوار کے سلسلہ میں مجاز اتھارٹی سے یہ سفارش کرتا ہے کہ کہ وہ ممبر پارلیمنٹ یا اسمبلی کا ممبر بننے کے لائق ہے۔ لہٰذا میں اس کی سفارش کرتا ہوں، اور سفارش کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا-[1]

" جو شخص اچھی بات کی سفارش کرے گا اس کے لئے اس کے اجر میں سے ایک حصہ ہو گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس کے گناہ کا کچھ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

(۳) وکالت:

وکالت کا مفہوم ہے کہ کسی کام کے لئے کسی کو اپنا نمائندہ اور نائب بنانا۔ ووٹ کی حیثیت بھی وکالت کی سی ہے کہ اگر ووٹر کسی غلط بندے کو وکیل بنائے اور وہ شخص قوم و ملک کے حقوق کو پامال کرے اور ظلم کرے تو ووٹر بھی اس کے گناہ میں برابر کا شریک ہے۔"[2]

سیاسی جماعتوں کی اجارہ داری

پاکستان کیونکہ ایک بڑا ملک ہے اس لیے یہاں ناممکن ہے کہ کوئی آزاد امیدوار، از خود وزیراعظم بن سکے، یہاں سیاسی جماعتیں کثیر تعداد میں نشستیں حاصل کرتی ہیں اور اپنے مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کے لیے ایسے آزاد امیدوار جو الیکشن میں فاتح رہے ہوں، انہیں اپنی جماعت میں شمولیت کی ترغیب دیتی ہیں۔ ایسے حالات میں آزاد امیدوار پارٹی منشور کی بجائے آفر کو ترجیح دیتا ہے اور بالخصوص حکمران جماعت کی جانب قدم بڑھاتا ہے۔

جمہوری نظام میں حکمران ووٹ کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں، چونکہ جمہوریت میں حکمران اصل میں عوام کے خادم ہوتے ہیں اور عوام اپنی ووٹ کے ذریعے ان کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ وہ عوام کی خدمت کریں، لیکن بدقسمتی سے آج کل اقتدار خدمت کی نیت سے نہیں بلکہ حکومت کی نیت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] سورۃ النساء ۴: ۸۵

Sourat-ul-Nisa: 4:85

[2] مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی، عنوان مقالہ: "جمہوری نظام میں الیکشن ۔اسلامی نقطۂ نظر" مشمولہ در ماہ نامہ دارالعلوم، دیوبند، انڈیا، ۳: ۹۷، (جمادی الاول ۱۴۳۴ھ)

Muhammad Khalid Hussain Nemvi, Jamhori Nizam main Election- Islami nuqta e Nazar, Mahnama Dar ul Uloom, Vol: 97, Issue: 3, Jamad i ul awal, 1434

"سید القوم خادمھم"[1] " قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے" لہٰذا امیر کے معنیٰ یہ ہیں کہ بیشک فیصلہ اس کا معتبر ہوگا ساتھ ہی وہ فیصلہ قوم کی خیر خواہی کیلئے ہوگا ان کی خدمت اور راحت کیلئے ہوگا۔

احتساب کس کا کرے؟

قومی احتساب بیورو پاکستان کا سرکاری ادارہ ہے، جو بدعنوانی سے متعلق ہے۔ یہ ۱۶ نومبر، ۱۹۹۹ء کو صدارتی فرمان کے اجراکے ذریعہ معرض وجود میں آیا۔ جو پرویز مشرف صاحب کے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کی فوجی تاخت کے فوراً بعد ہوا۔[2]

قومی احتساب بیورو کی کارکردگی سب کے سامنے ہے جس میں ہر طاقت ور بچ جاتا ہے اور غریب و کمزور پھنسادیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے اپنے عمال کی کڑی نگرانی رکھی اور ہر وقت احتساب کے عمل سے گزارتے رہے۔ جیسا کہ ایک واقعہ یہ ہے:

"ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بصرہ کے گورنر تھے ان کی نسبت جب شکایت گذری تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستغیث کا بیان خود اپنے ہاتھ سے قلم بند فرمایا اور ابو موسیٰؓ کو بلوا کر تحقیقات کی۔ الزامات یہ تھے کہ ابو موسی نے اسیران جنگ میں سے ۶۰ رئیس زادے چھانٹ کر اپنے لئے رکھے ہیں، ان کی ایک لونڈی ہے جس کو دونوں وقت نہایت عمدہ غذا بہم پہنچائی جاتی ہے حالانکہ اس قسم کی غذا عام مسلمانوں کو میسر نہ تھی، کاروبار حکومت زیاد بن سمیہ کو سپرد کر رکھا ہے اور وہی سیاہ و سفید کا مالک ہے۔ تحقیقات سے پہلا الزام غلط ثابت ہوا، تیسرے الزام کا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا کہ زیاد سیاست وتدبر کا آدمی ہے اس لئے میں نے اس کو اپنا مشیر بنا رکھا ہے، حضرت عمرؓ نے زیاد کو طلب کیا اور امتحان لیا تو حقیقت میں قابل آدمی تھا اس لئے خود بصرہ کے حکام کو ہدایت کی کہ زیادہ کو مشیر کار بنائیں، دوسرا الزام پیش ہوا تو ابو موسیٰؓ کچھ جواب نہ دے سکے، چنانچہ لونڈی چھین لی گئی"[3]

---

[1] المتقی الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانپوری، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، آداب متفرقہ حدیث: ۱۷۵۱۷

Al Muttaqi Alhindi, Alaud Din Ali bin Hassam ud din abni Qazi Khan Al qadri Al shazli Al hindi, Kanz ul Amaal fi sunan Al Aqwal wal Afaal, Hadith: 17517

[2]-https://ur.wikipedia.org/wiki/قومی_احتساب_بیورو Accessed on 7th January, 2020

[3] مولانا شبلی نعمانی، الفاروق، (نامی پریس، کانپور، ۱۸۹۹)، ۳۵/۲

Shibli Naumani, Al Farooq, (Nami Press, Kanpur, 1899), 2/35

ایک اور واقعہ علامہ شبلی نے الفاروق میں الخراج کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں گشت فرمارہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ عمر! کیا عاملوں کے لئے چند قواعد مقرر کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے، تم کو یہ خبر ہے کہ عیاض بن غنم جو مصر کا عامل ہے، باریک کپڑے پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے، حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا کہ عیاض کو جس حالت میں پاؤ ساتھ لے آؤ۔ محمد بن مسلمہؓ نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازے پر دربان تھا اور عیاض باریک کپڑے کا کرتہ پہنے بیٹھے تھے، اسی ہیت اور لباس میں ساتھ لے کر مدینہ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کرتہ اتروا کر بالوں کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل میں لے جا کر چراؤ، عیاض کو انکار کی تو مجال نہ تھی لیکن بار بار کہتے تھے کہ اس سے مر جانا بہتر ہے، حضرت عمر نے فرمایا تجھ کو اس سے عار کیوں ہے تیرے باپ کا نام غنم اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چراتا تھا۔ غرض عیاض نے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے اپنے فرائض نہایت خوبی سے انجام دیئے۔[1] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز زندگی سے خود بھی اس کی مثال پیش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین رضوان اللہ اجمعین نے بھی اسی طرز کا معیار زندگی برقرار رکھا۔

مرد و عورت کا یکساں حق حکمرانی

پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں یا دوسرے لفظوں میں جدید جمہوریت میں، مرد و عورت کو یکساں طور پر حق حکمرانی حاصل ہے جس کا اسلامی نظام حکومت میں کوئی تصور نہیں۔ اللہ تعالی مرد و عورت کو اپنی اپنی ذمہ داریاں دی ہیں۔ جیسا کہ مفتی محمد خالد حسین نیموی اپنے مقالے "جمہوری نظام میں الیکشن-اسلامی نقطۂ نظر" میں فرماتے ہیں کہ بعض پیدائشی اور فطری اسباب کی بناپر اللہ تعالی نے مردوں اور عورتوں کے درمیان کام کے تقسیم کا اصول قائم کیا ہے اور اسی بناپر مردوں کو عورتوں پر قوامیت عطا کی اور عورتوں کو شرم وحیا کا مجسم پیکر ہونے کی وجہ سے ہر اس چیز سے منع کیا ہے جو ان کی فطری حیا اور پیدائشی اوصاف سے متصادم ہو۔ باہر نکلنے، غیر محرموں کے سامنے جانے اور پردہ کرنے کے سلسلے میں عورتوں کے خصوصی مسائل ہیں جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں خصوصی احکامات دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ-[2]

---

[1] ابو یوسف ,یعقوب بن ابراہیم، الخراج، (المکتبۃ الازہریۃ للتراث، طبع جدید)، ۱/۱۲۹

Abu Yousaf Yaqoob bin Ibrahim, Al Khiraj, (Maktaba Al Azhariya Lil turaas, new edition), 1/129

[2] سورۃ النساء ۴: ۳۴

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً ۔[1]

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو کسی عورت کو اپنا سربراہ بنالے۔"

ان نصوص کے پیش نظر علمائے امت نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی، لیکن وہ شرعی حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے وہ تمام گھریلو اور سماجی امور انجام دے سکتی ہے۔ جن امور میں اجنبی مرد و عورت کے اختلاط کا امکان ہو ان امور کی ان کے لئے اجازت نہیں۔" امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق عورت حدود وقصاص کے علاوہ دیگر معاملات میں قاضی بھی بن سکتی ہے۔[2] وہ پردہ میں رہ کر ووٹ بھی دے سکتی ہے اور حکومت کے اعلی امور میں مشورہ بھی دے سکتی ہے۔[3]

خلاصہ بحث

پاکستان کی سیاسی ابتری کے کئی وجوہات ہو سکتے ہیں، لیکن مقالہ کی طوالت سے بچنے کے لئے چیدہ چیدہ وجوہات بیان کئے گئے ہیں اور ان سیاسی ابتری سے بچنے کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی سے چند حوالے اور ان کا طرز عمل پیش کیا گیا۔ اگر ان کی زندگی کو بغور پڑھا جائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو پاکستان کی سیاسی حالت سدھر سکتی ہے اور پاکستان کو بیرونی دنیا میں وہ مقام مل سکتا ہے جس کی مثال حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دنیاکے سامنے پیش کی، جس کی مغربی دنیا بھی معترف ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

Sourat-ul-Nisa 4:34

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ کسریٰ و قیصر، حدیث: ۴۴۲۵

Al bukhari, Muhammad bin Ismā‘īl, *Al Jame us Sahihi, Kitab ul Maghazi, Hadith: 4425*

[2] مصطفیٰ بن حسنی السباعی، المرأۃ بین الفقہ والقانون، (دار الوراق للنشر والتوزیع، بیروت، ط ہفتم، ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م)، ۱/۳۴

Mustafa bin Hasni Al subai, Al Miraat bain Al fiqh wal Qanoon, (Dar ul Waraq, Berut, 7th edition, 1460), 1/34

[3] مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی، عنوان مقالہ: "جمہوری نظام میں الیکشن ــ اسلامی نقطۂ نظر" مشمولہ درماہ نامہ دارالعلوم، دیوبند، انڈیا، ۳: ۹۷، (جمادی الاول ۱۴۳۴ھ)

Muhammad Khalid Hussain Nemvi, Jamhori Nizam main Election- Islami nuqta e Nazar, Mahnama Dar ul Uloom, Dev band, Vol: 97, Issue: 3, Jamad i ul awal, 1434

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔[1]

" مسلمانو تم کو اللہ کے رسول کی پیروی کرنی بہتر ہے یعنی ہر اس شخص کو جسے اللہ سے ملنے اور روز قیامت کے آنے کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔"

پاکستان کی سیاست کی سب سے بڑی کمزوری وہ موروثی سیاست ہے جو آج تک پاکستان میں رائج ہے۔ حکومت صرف چند خاندانوں کے درمیان گھومتی رہتی ہے۔ اب تک عوام میں وہ شعور پیدا نہیں ہو سکا جس سے وہ لائق اور نالائق کے درمیان فرق کر سکے۔ کسی ملک کی استحکام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس ملک کی معیشت مضبوط ہو۔ بد قسمتی سے پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان کو وہ حکمران نصیب نہ ہو سکے جو اپنے مفاد کی بجائے عوام کی فلاح کا سوچیں۔ جو بھی سیاسی جماعت برسر اقتدار آئی اس نے اقرا باپروری اور اپنے خاندان کی دنیاوی فلاح کا سوچا اور ان کو فائدہ پہنچایا، پاکستان کی سیاسی اور معاشی ترقی کے لئے کسی نے بھی وہ اقدامات نہیں اٹھائے جن سے پاکستان معاشی طور پر ایک مضبوط ملک بن جاتا۔ پاکستان کے اندر سیاسی جماعتوں کے اجارہ داری ہے کوئی بھی آزاد امیدوار حکومتی مشینری کا پرزہ نہیں بن سکتا۔ برسر اقتدار سیاسی جماعت ہر صورت میں اس کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتی ہے، ساتھ نہ دینے کی صورت میں اس کو کوئی عہدہ نہیں دیا جاتا۔ پاکستان میں قومی احتساب بیورو کا وجود ۱۶ نومبر، ۱۹۹۹ء سے پہلے نہیں تھا اور جب سے یہ ادارہ بنا ہے ہر برسر اقتدار سیاسی جماعت نے اس کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا۔ اور کبھی بھی کوئی طاقت ور شخص اس کی گرفت میں نہیں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور خلافت میں عمال کی احتساب کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی مثال اب تک دنیا پیش نہیں کر سکی۔

جدید جمہوریت میں مرد و عورت دونوں کو یکساں طور پر حق حکمرانی حاصل ہے اور یہی سہولت پاکستان میں بھی رائج ہے حالانکہ اللہ تعالی نے مرد اور عورت دونوں کو اپنے اپنے فرائض تفویض کئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ-[2]

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے۔"

---

[1] سورۃ الاحزاب ۳۳:۲۱

Sourat-ul-Ahzaab: 33:21

[1] *Zahid ur Rashidi, "Siyasi Qiyadat aur seerat-e-nabvi",accessed March, 15,2020,http://zahidrashdi.org/887*

[2] سورۃ النساء ۴: ۳۴

Sourat-ul-Nisa: 4:34

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔[1]

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو کسی عورت کو اپنا سربراہ بنالے"

اسلام میں عورت کی حکمرانی کو کوئی تصور نہیں، البتہ وہ حکومتی امور میں مشورہ دے سکتی۔

نتائج

اس تحقیق سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

1. یہ کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے حکم بھی صرف اللہ ہی کے لئے ہے جب کہ جمہوریت میں اکثریت کی حکمرانی ہوتی ہے اس لئے حکومت کا ہر رکن اپنی جگہ مرضی و اختیار کا مالک ہوتا ہے۔
2. یہ کہ نصوص قرآنی و احادیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں اس لئے مشورے میں بھی کسی جاہل کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ جمہوریت میں عالم اور جاہل برابر ہیں ان کے ووٹ کی قیمت یکساں ہے اس لئے عوامی نمائندے کے انتخاب میں دونوں کے ووٹ مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔
3. یہ کہ خلافت موروثی نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسب کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔جب کہ پاکستانی سیاست میں موروثی سیاست کا عمل و دخل بہت زیادہ ہے۔
4. یہ کہ اسلام میں پارٹی بازی کی کوئی گنجائش نہیں اور کسی بھی شخص کی خلافت کے لئے اس کے ذاتی خصوصیات، اخلاق و کردار اور دین داری وغیرہ دیکھی جاتی ہے جبکہ جدید جمہوریت میں سیاسی جماعتوں کی بھرمار ہے اور کوئی بھی شخص آزادانہ طور پر ملک کا حکمران نہیں بن سکتا، بلکہ وہ انتخابات کے عمل سے گزر کر کسی سیاسی پارٹی میں شمولیت کے بعد ہی حکومت کے ایوانوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔
5. یہ کہ اسلام میں عورت کی حکمرانی کی کوئی گنجائش نہیں، جب کہ جدید جمہوریت میں مرد و عورت کو یکساں حق حکمرانی حاصل ہے۔

[1]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسریٰ و قیصر، حدیث: ۴۴۲۵

Al bukhari, Muhammad bin Ismāʿīl, *Al Jame us Sahihi, Kitab ul Maghazi, Hadith: 4425*

سفارشات

اس موضوع کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کی جمہوری سیاست کی خوبیوں اور خامیوں پر اسلامی تعلیمات کے تناظر میں پی ایچ ڈی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔القرآن الکریم

Al-Quran-ul-Kareem

۲۔ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابو الفضل، جمال الدین، الأنصاری الرویفعی الإفریقی، لسان العرب، دار صادر — بیروت، طبع سوم — ۱۴۱۴ھ

Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, Lisan al Arab, Dar Sadir, Berut, 1414

۳۔المتقی الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانپوری، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، مؤسسۃ الرسالۃ، ط پنجم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م

Al Muttaqi Al hindi, Alaud Din Ali bin Hassam ud din abni Qazi Khan Al qadri Al shazli Al hindi, Kanz ul Amaal fi sunan Al Aqwal wal Afaal, Mausasa Al Risala , 5th Edition, 1401

۴۔مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید، اکتوبر ۲۰۱۶

Muhammad Shafi, Maarif ul Qura'n, Maarif ul Qura'n, Karahi,new edition, October 2016

۵۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خلافت وملوکیت، ادارہ ترجمان القرآن، اردو بازار لاہور، دسمبر ۱۹۸۴

Maudoodi, Syed Abul Alaa, Khilafat wo Malokiyat,Idara Tarjuman ul Qura'n, Lahor, Dec 1984

۶۔مولانا عبد الرحمٰن کیلانی، خلافت و جمہوریت، مکتبہ السلام، لاہور طبع ششم، ۲۰۰۲

Abdul Rahman Kilani, Khilafat wo Jamhoriyat, Maktabah Al Salam, Lahore,6th edition, 2002

۷۔ابو داود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، المکتبۃ العصریۃ، صیدا—بیروت

Abu Suliman bin Al Ashaas, Sunan Abi Dawood,Al Asriya, Sida, Berut

۸۔محمد بن اسحاق بن یسار، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، مترجم سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی، سیرت النبی ابن ہشام، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط سوم، مئی ۱۹۹۴

Muhammad bin Ishaq, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hisham, Sirat un Nabi ibni Hisham, Idara e Islamiyat, Lahor, May 1994

۹۔ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، ط اول، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م

Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Musnad Al Imam Ahmad bin Hanbal, Musasa Al Risala, 1st Edition 1421

۱۰۔الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم، المعجم الأوسط، دار الحرمین —القاہرۃ، ط و تاریخ ندارد

Al Tibrani, Suliman bin Ahmad bin Ayub, Al Mujam Al Osat, (Dar Al Harmain, Cairo

۱۱۔اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الاستانبولی الحنفی الخلوتی, المولی ابو الفداء (المتوفی: ۱۱۲۷ھ-)، روح البیان، دار الفکر — بیروت، ط و تاریخ ندار

Isma'il Haqi bin Mustafa Al Istanboli, Rooh ul Bayan, Dar ul Fikar, Berut

۱۲۔ مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی، مقالہ "جمہوری نظام میں الیکشن —اسلامی نقطۂ نظر" ماہنامہ —دار العلوم، دیوبند، انڈیا، ۳: ۹۷، (جمادی الاول ۱۴۳۴ھ)

Muhammad Khalid Hussain Nemvi, Jamhori Nizam main Election- Islami nuqta e Nazar, Mahnama Dar ul Uloom, Vol: 97, Issue: 3, Jamad i ul awal, 1434

۱۳۔علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانپوری الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی: ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال

Muhammad Khalid Hussain Nemvi, Jamhori Nizam main Election- Islami nuqta e Nazar, Mahnama Dar ul Uloom, Dev band, Vol: 97, Issue: 3, Jamad i ul awal, 1434

۱۴۔ مولانا شبلی نعمانی، الفاروق، نامی پریس، کانپور، ۱۸۹۹

Shibli Naumani, Al Farooq, (Nami Press, Kanpur, 1899

۱۵۔ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، الخراج، المکتبۃ الأزہریۃ للتراث، طبع جدید

Abu Yousaf Yaqoob bin Ibrahim, Al Khiraj, Maktaba Al Azhariya Lil turaas, new edition

۱۶۔ مصطفیٰ بن حسنی السباعی (المتوفی: ۱۳۸۴ھ)، المرأۃ بین الفقہ والقانون، دار الوراق للنشر والتوزیع، بیروت، ط ہفتم، ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

Mustafa bin Hasni Al subai, Al Miraat bain Al fiqh wal Qanoon, Dar ul Waraq, Berut, 7th edition, 1460